بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ الَّذِیۡۤ اٰتَيۡنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانۡسَلَخَ مِنۡهَا فَاَتۡبَعَهُ الشَّيۡطٰنُ فَكَانَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ۔
وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا وَلٰـكِنَّهٗۤ اَخۡلَدَ اِلَى الۡاَرۡضِ وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ‌ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الۡـكَلۡبِ‌ ۚ اِنۡ تَحۡمِلۡ
عَلَيۡهِ يَلۡهَثۡ اَوۡ تَتۡرُكۡهُ يَلۡهَث‌ؕ ذٰ لِكَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا‌ ۚ فَاقۡصُصِ الۡقَصَصَ
لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ۔ (الاعراف۔۱۷۶،۱۷۷)

(۱۷۶) اور انہیں اِس شخص کے حالات پڑھ کر سنا جس کو ہم نے نشانات دیئے تھے پھر وہ اُن سے پھسل کر الگ ہو گیا تھا۔ پس شیطان اُسکے پیچھے چلا اور وہ گمراہوں میں جا شامل ہوا۔ (۱۷۷) اور اگر ہم چاہتے تو اُسے ان (نشانوں) کے ذریعہ سے اونچا کر دیتے لیکن وہ زمین کی طرف جا گرا۔ اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑا۔ پس اُسکی حالت اُس کُتّے کی حالت کی طرح ہے جسے مارنے کیلئے تُو کوئی چیز اُٹھائے تو بھی وہ ہانپتا رہتا ہے اور اگر تُو اُسے چھوڑ دے تو بھی وہ ہانپتا رہتا ہے۔ یہی حال اُس قوم کا ہے جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ پس تُو یہ حالات اُن کو سنا تا کہ وہ کچھ سوچیں۔ (ترجمہ۔ تفسیر صغیر)

اے افراد جماعت احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

درج ذیل مضمون بعنوان ''ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا'' ایک قادیانی مبلغ اور احمدیہ گزٹ کینیڈا کے مدیر اعلیٰ جناب مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نے لکھ کر اپنے ماہنامہ (احمدیہ گزٹ کینیڈا) کے فروری ۲۰۲۵ء کے شمارے میں شائع کروایا تھا۔ مؤلف مضمون نے اپنے مضمون میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ مذکورہ زکی غلام کی پیشگوئی کے مصداق امام مہدی حضرت مرزا غلام احمدؑ کی دوسری اہلیہ نصرت جہاں بیگم سے جنم لینے والے بڑے لڑکے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تھے۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کو یہ موعود زکی غلام بطور جسمانی لڑکا تو دیا ہی نہیں تھا۔ خاکسار جناب مولانا ہادی علی چوہدری صاحب کے مذکورہ مضمون کا جواب تحریری اور تقریری رنگ میں دے گا اور بتائے گا کہ یہ موعود زکی غلام جسے ملہم نے مصلح موعود کا ٹائٹل دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ملہم حضرت مرزا غلام احمدؑ کو یہ موعود زکی غلام بطور جسمانی لڑکا بخشا ہی نہیں تھا تو پھر موعود زکی غلام سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کے مصداق مرزا بشیر الدین محمود احمد کیسے بن گئے؟؟ قارئین کرام اور بطور خاص احمدی قارئین کرام سے گذارش ہے کہ وہ مولانا ہادی علی چوہدری صاحب کا یہ مضمون غور وفکر کیساتھ پڑھیں۔ بعد ازاں خاکسار مؤلف کے اس مضمون میں نکالے گئے بے بنیاد اور جھوٹے نتائج اور اِس مضمون کی حقیقت پر انشاء اللہ تعالیٰ علمی تبصرہ کرے گا۔۔۔ والسلام خاکسار

مردِ حق کی دُعا موعود یوسف ثانی

عبد الغفار جنبہ/کیل۔ جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (موعود مجدد صدی پانزدہم)

(موعود محمدی مسیح عیسیٰ ابن مریم)

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے   گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار

مورخہ ۲/ اپریل ۲۰۲۵ء

☆☆☆☆☆☆☆☆

”ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا“

مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب مدیر اعلیٰ احمدیہ گزٹ کینیڈا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان پیشگوئی بابت مصلح موعود کے بارہ میں بعض لوگ یہ بات کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی میں مذکور مصلح موعود نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی جسمانی اولاد میں سے نہیں ہونا تھا بلکہ روحانی اولاد میں سے ہونا تھا۔ ایسا دعویٰ کرنے والے اپنی دلیل کے طور پر یہ پیش کرتے ہیں کہ پیشگوئی میں شامل زکی غلام والا الہام کہ ”ایک زکی غلام تجھے ملے گا“، حضور علیہ السلام کو 1907ء تک ہوتا رہا ہے ۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ 1907ء تک بہرحال وہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مصلح موعود نہیں ہیں۔ کیونکہ مبشر وجود کی پیدائش کے بعد بشارات نہیں ہوا کرتیں۔ نیز ’غلام‘ اور ’بیٹا‘، دو الگ الگ وجود شمار ہوتے ہیں۔ یعنی اس پیشگوئی میں ’غلام‘ ایک الگ وجود ہے اور ’بیٹا‘ الگ۔ پس اس پیشگوئی میں مذکور ’غلام‘ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذرّیت سے نہیں ہونا تھا۔

ان کے اس بیانیہ میں درج ذیل تین دعوے کئے گئے ہیں۔

1. چونکہ حضور علیہ السلام کو 1907ء تک ہوتا رہا ہے۔ اس لئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ 1907ء تک بہرحال وہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔
2. حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ 1907ء سے پہلے پیدا ہو چکے تھے لہٰذا آپؓ اس کے مصداق نہیں تھے۔ کیونکہ مبشر وجود کی پیدائش کے بعد بشارات نہیں ہوا کرتیں۔
3. غلام اور بیٹا، دو الگ الگ وجود شمار ہوتے ہیں۔ یعنی اس پیشگوئی میں ’بیٹا‘ ایک الگ وجود ہے اور ’غلام‘ الگ۔ پس یہ ’غلام‘ آپؑ کی ذرّیت سے نہیں ہونا تھا۔

پہلا دعویٰ

پہلا دعویٰ کہ چونکہ حضور علیہ السلام کو یہ الہام 1907ء تک ہوتا رہا ہے۔ اس لئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ 1907ء تک بہرحال وہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔

ایسا اصول تو کہیں نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے اس دعویٰ پر سوال یہ ہے کہ انہوں نے یہ اصول لیا کہاں سے ہے؟ کیا قرآن کریم میں اس کے بارہ میں کوئی اصول بتایا گیا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے ایسا بتایا ہے؟ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے ایسا بتایا ہے؟ کہ جب تک خبر دی جاتی رہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس کے بارہ میں خبر دی گئی ہو، وہ اس وقت تک پیدا نہیں ہوا ہوتا۔

اس طرح کے خود ساختہ اصول تو منکروں کے ہوتے ہیں صرف سورۃ بنی اسرائیل کی آیات 91 سے 94 تک ہی دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے منکرین نے آپؐ کی تکذیب کے لئے کیا کیا اصول اور معیار تراش لئے تھے۔ منکر ہی ہمیشہ تکذیب کے لئے جھوٹے اصول بناتے ہیں۔ ان کی تقدیر بھی یہی ہے۔ سچ، جھوٹ کو مٹاتا ہے۔ سچ کو جھوٹ سے نہیں مٹایا جا سکتا۔

یہ بات کہ 1907ء تک یہ پیشگوئی دوہرائی جاتی رہی اس لئے وہ موعود پیدا نہیں ہوا، یہ تو پیشگوئی کو دھندلانے کی محض ایک جھوٹی جسارت ہے۔ جب کہ ایسے الہامات ایک اہم پیشگوئی کی عظمت قائم کرنے کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ پس بشارتوں کے نزول پر کوئی حدّ نہیں باندھی جا سکتی۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ کے بارہ میں اس کی وفات کے بعد امّت کو بشارت دی تھی کہ اگر وہ زندہ رہتا تو وہ نبی ہوتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیدائش کے بعد تو کیا، بشارتیں موت کے بعد بھی دی گئی ہیں اور دی جا سکتی ہیں۔ اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ چونکہ 1907ء تک یہ الہام ہوتا رہا ہے لہٰذا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جس کے بارہ میں تھا وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے موعود بیٹے سے پہلے ایک بیٹی اور پھر ایک بیٹا پیدا کر کے، جو دراصل اس پیشگوئی کے مصداق نہ تھے، ہر سمت اس پیشگوئی کی یاد دہانی، اہمیّت اور عظمت قائم کر دی تھی، اسی طرح وہ اس پیشگوئی کو یاد دہانی، اہمیّت اور عظمت کے لئے بار بار نازل فرماتا رہا ہے۔

دوسرے پہلو سے دیکھیں تو الہامات کی اس طرز سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فقرہ (سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا) بنیادی طور پر پیشگوئی مصلح موعود کا حصہ ہے۔اگر ان متواتر الہامات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کسی وقت اس ”زکی غلام“ نے پیدا ہونا تھا تو یہ پیشگوئی اُس بعد میں آنے والے کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے تخم، نسل، صلب اور ذرّیت میں ہی محصور و محدود کرتی ہے۔اسے کسی اور کے تخم، نسل، صلب اور ذرّیت میں جانے نہیں دیتی۔

چنانچہ بعد میں آپؑ کی ذرّیت سے پیدا ہونے والے ہر اس بیٹے (غلام) کے لئے بھی الہام ہوتا رہا ہے۔ جو آپؑ کے کام کو لے کر آگے چلنے والا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے حقیقی اور بنیادی مصداق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدّین محمود احمد مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپؑ کی ذرّیت سے تین اور زکی غلام (حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہٖ العزیز) آپؑ کو عطا ہو چکے ہیں اور یہ پیشگوئی اس رنگ سے بھی بڑی وضاحت سے پوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ بیٹا ہو یا پوتا، پڑپوتا ہو یا نواسہ وہ ذرّیت میں (عربی زبان میں) غلام یا (اردو میں) بیٹا ہی کہلاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان تین مذکورہ بالا غلام اور بیٹوں کے ذریعہ معترض کی یہ خواہش بھی پوری کر دی ہے۔

پس اگر کسی نے بعد میں آنا تھا تو وہ بھی آپؑ کے تخم، نسل، ذرّیت اور صلب سے ہی ہونے والے زکی غلام (بیٹے) تھے۔ اس پہلو کو سمجھنے کے لئے یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو یاددہانی کے لئے 1865ء سے ،1906ء تک ’تَرٰی نَسْلًا بَعِیْدًا‘ کئی بار الہام ہوا۔ چنانچہ اس کے یہ دونوں معنے ہیں۔

1. تو اپنی دور کی نسل دیکھے گا۔
2. تو اپنی نسل کو دور تک دیکھے گا۔

جس کا مقصود آپؑ کے تخم، ذرّیت، نسل اور صلب سے آئندہ آنے والی نسلوں میں پاک بیٹوں کے لئے ایک سے زائد بار یاددہانی تھی۔ چونکہ آپؑ کے الہام میں زکی غلام کی خوشخبری کو آپؑ کے تخم، ذرّیت، نسل اور صلب میں محصور، محدود اور معیّن کر دیا گیا ہے اس لئے اس کے تحت یہ پیشگوئی آپؑ کی نسل اور ذرّیت ہی میں بار بار پوری ہونی مقدّر تھی اور ہے۔

دوسرا دعویٰ

دوسرا دعویٰ کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ 1907ء سے پہلے پیدا ہو چکے تھے لہٰذا آپؓ اس کے مصداق نہیں تھے۔ کیونکہ مبشر وجود کی پیدائش کے بعد بشارات نہیں ہوا کرتیں۔

قرآن کریم اس دعویٰ کو کلّیۃً رَدّ کرتا ہے قرآن کریم کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے دینِ حق کو دیگر ادیان پر غالب کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ“

یہ آیت قرآن کریم میں وقتاً فوقتاً تین بار (یعنی سورۃ التّوبہ 33:9، الفتح 29:48 اور الصّف 10:61 میں) نازل ہوئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ اس پیشگوئی کے بنیادی مصداق تھے۔ آپؐ پیدا بھی ہو چکے تھے اور اللہ تعالیٰ آپؐ کو نبوّت پر سرفراز بھی فرما چکا تھا اور آپؐ ہی کے ذریعہ اسلام کا غلبہ شروع بھی ہو چکا تھا مگر اس کے باوجود یہ آیت بار بار آپؐ پر نازل ہوتی رہی۔

دوسرے یہ کہ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ایسی پیشگوئیاں جن میں کسی کی صفات کا ذکر ہو وہ صفات ظاہر ہونے تک موقوف بھی ہوتی ہیں خواہ وہ وجود پیدا ہو چکا ہو۔ اس کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی صفات کا ظہور ممکن نہیں ہوتا۔ ہر صفت اپنے مقام اور وقت پر ہی ظاہر ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کا ظہور تب قرار پاتا ہے جب پیشگوئی میں اس کی مذکورہ صفات ظاہر ہو جائیں۔ اس کی صفات کے ظہور تک اس پیشگوئی کا بار بار ہونا اس کی یاددہانی اور اہمیت کے لئے ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ موعود بچہ جو پہلے پیدا ہو چکا تھا مگر اس میں یہ صفت اور دیگر صفات کے ظہور پر وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ پیشگوئی میں مذکور یہ صفات چونکہ اللہ تعالیٰ نے رفتہ رفتہ یا یکے بعد دیگرے اس میں ظاہر کرنی تھیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا تھا کہ وہ ’قرب اور وحی‘ کے نتیجہ میں ظاہر ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جب از راہِ قرب و وحی اس کا اظہار فرمایا تو آپؓ نے اس کے کلّی طور پر پورے ہونے کا اعلان فرمایا کہ اس

تفصیلی پیشگوئی کے ہمہ صفات کے مصداق آپؓ ہی ہیں۔ گو اس پیشگوئی سے لے کر اس کے اعلان تک کئی دہائیوں کا عرصہ بیت گیا تھا۔ پس یہ کہنا کہ مبشر وجود کی پیدائش کے بعد بشارات نہیں ہوا کرتیں، ایک فرضی اصول ہے جس کا الٰہی پیشگوئیوں سے کوئی تعلق نہیں۔

زکی کا مفہوم

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے لفظ 'زکی' پر غور بھی ضروری ہے۔ چنانچہ لغت میں زکیٰ کے معنے حلال، پاکیزہ اور خوش انجام کے ہیں۔ لیکن اس کے اصل معنی اُس نمو (یعنی بڑھوتی۔ افزونی) کے ہیں جو الٰہی برکت سے حاصل ہوتی ہو۔ اس کا تعلق دنیوی چیزوں سے بھی ہے اور اخروی امور سے بھی۔ حضرت امام راغبؒ لکھتے ہیں:

"لِاَھَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا" (سورۃ مریم 20:19)

"تا کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں۔ یعنی وہ خود نہیں بنے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اسے زکی بنائے گا۔ یعنی وہ فطرتاً پاکیزہ ہوگا اور فطرتی پاکیزگی جیسا کہ بیان کر چکے ہیں بطریق اجتباء حاصل ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عالم اور پاکیزہ اخلاق بنا دیتا ہے اور یہ پاکیزگی تعلیم و مشقت و مشق نہیں بلکہ محض توفیق الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ اکثر انبیاء اور رسولوں کے ساتھ ہوا ہے۔ اور آیت کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ لڑکا آئندہ چل کر پاکیزہ اخلاق ہوگا۔ لہٰذا زَكِيًّا کا تعلق زمانہ حال کے ساتھ نہیں بلکہ استقبال کے ساتھ ہے۔"

پھر وہ لکھتے ہیں:

"انسان کے تزکیہ نفس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تزکیہ بالفعل یعنی اچھے اعمال کے ذریعہ اپنے نفس کی اصلاح کرنا۔ یہ طریق محمود ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (سورۃ الشمس 10:91) اور آیت قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى۔ (سورۃ الاعلیٰ 15:87) میں تزکیہ سے یہی مراد ہیں۔

دوسرے: تزکیہ بالقول ہے۔ جیسا کہ ایک ثقہ شخص دوسرے کے اچھے ہونے کی شہادت دیتا ہے۔ اگر انسان خود اپنے اچھا ہونے کا دعویٰ کرے اور خود ستائی سے کام لے تو یہ مذموم ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے تزکیہ سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ (سورۃ النجم 33:53) اپنے آپ کو پاک نہ ٹھہراؤ۔ اور یہ نہی تادیبی ہے کیونکہ انسان کا اپنے منہ میاں مٹھو بننا نہ تو عقلاً درست اور نہ ہی شرعاً۔"

(مفردات امام راغبؒ۔ زیر لفظ زکیٰ)

پس اس تشریح کے مطابق زکی کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ چنانچہ قرآنی حقیقت "فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ (سورۃ النجم 33:53)" کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ السلام نے بنیادی طور پر اس پیشگوئی کے ظہور کے منظر میں شامل فرمایا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ اس مقامِ زکی پر خود قائم فرمائے گا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذرّیّت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔" (الوصیّت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 306 حاشیہ)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے قرب سے اس طرح نوازا کہ آپؓ کو 1905ء میں جب کہ آپؓ کی عمر سترہ 17 سال تھی، اپنی وحی "اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" سے سرفراز فرمایا اور دو سال بعد 1907ء میں فرشتے نے آپؓ کو سورۃ الفاتحہ کی تفسیر سکھائی۔ پس مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قربِ الٰہی اور وحی والہام سے سرفراز ہونا آپؓ کا اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہونے کی شہادت ہے۔

اس پر مزید قطعی دلیل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتہائی واضح الفاظ میں تحدّی کے ساتھ یہ اعلان فرمایا تھا کہ

"دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمودؔ ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو دسمبر 1888ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

(سبز اشتہار۔ روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 453 حاشیہ)

یہ الٰہی تقدیر کا واضح اعلان تھا کہ جو بچہ پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی اور اوّل مصداق تھا اسی نے 9 سال کے عرصہ میں پیدا ہونا تھا۔ اسی بچے کی ایک صفت زکی غلام تھی اور وہ بچہ ہی زکی غلام تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اَنَّ اللّٰہَ بَشَّرَنِیْ وَ قَالَ: سَمِعْتُ تَضَرُّعَاتِكَ وَ دَعَوَاتِكَ وَ اِنِّیْ مُعْطِيْكَ مَا سَأَلْتَ مِنِّیْ وَ اَنْتَ مِنَ الْمُنْعَمِيْنَ۔ وَ مَا اَدْرَاكَ مَا اُعْطِيْكَ آيَةَ رَحْمَةٍ وَّفَضْلٍ وَقُرْبَةٍ وَ فَتْحٍ وَظَفْرٍ فَسَلَامٌ عَلَيْكَ اَنْتَ مِنَ الْمُظَفَّرِيْنَ۔ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ عَنْمُوَائِلُ وَ بَشِيْرٌ۔ اَنِيْقُ الشَّكْلِ دَقِيْقُ الْعَقْلِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ يَأْتِيْ مِنَ السَّمَاءِ وَ الْفَضْلُ يَنْزِلُ بِنُزُوْلِهٖ وَ هُوَ نُوْرٌ وَ مُبَارَكٌ وَ طَيِّبٌ وَ مِنَ الْمُطَهَّرِيْنَ۔... فَسَيُعْطٰى لَكَ غُلَامٌ زَكِيٌّ مِنْ صُلْبِكَ وَ ذُرِّيَّتِكَ وَ نَسْلِكَ وَ يَكُوْنُ مِنْ عِبَادِنَا الْوَجِيْهِيْنَ۔...

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 577)

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی اور فرمایا: میں نے تیری تضرّعات اور دعاؤں کو سنا اور جو تو نے مجھ سے مانگا وہ میں تجھے دوں گا اور تو مُنعَم علیہ گروہ میں سے ہوگا۔ اور جو میں تجھے دوں گا وہ رحمت اور فضل اور قربت اور فتح اور ظفر کا ایک نشان ہوگا۔ پس تجھ پر سلام تو فتح نصیب ہے۔ میں تجھے ایک بیٹے کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام عنموایل اور بشیر ہے۔ وہ خوبصورت شکل، گہری عقل والا (سخت ذہین) اور مقرّبوں میں سے ہوگا۔ وہ آسمان سے آئے گا اور اس کے نزول کے ساتھ فضل کا نزول ہوگا۔ وہ نور ہے، مبارک ہے، طیّب ہے اور پاک لوگوں میں سے ہے۔...پس میں تجھے عنقریب ایک زکی بیٹا عطا کروں گا جو تیری صلب اور تیری ذرّیت اور تیری نسل میں سے ہوگا اور وہ ہمارے مقبول بندوں میں سے ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب میں جہاں یہ لکھا ہے کہ وہ موعود زکی بیٹا جو آپؑ کی صلب، ذرّیت اور نسل میں سے ہوگا، وہاں حاشیہ میں اس پیشگوئی کے حوالہ سے یہ وضاحت بھی فرمائی ہے:

”قَدْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِيْحَ الْمَوْعُوْدَ يَتَزَوَّجُ وَ يُوْلَدُ لَهٗ۔ فَفِيْ هٰذَا اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ اللّٰهَ يُعْطِيْهِ وَلَدًا صَالِحًا يُشَابِهُ اَبَاهُ وَلَا يَأْبَاهُ وَ يَكُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ الْمُكْرَمِيْنَ۔ وَ السِّرُّ فِيْ ذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُبَشِّرُ الْاَنْبِيَاءَ وَ الْاَوْلِيَاءَ بِذُرِّيَّةٍ اِلَّا اِذَا قَدَّرَ تَوْلِيْدَ الصَّالِحِيْنَ۔“

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 578)

کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ جو خبر دی ہے کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک ایسا بیٹا عطا فرمائے گا جو صالح ہوگا اور اپنے باپ سے مشابہ ہوگا، اس کے خلاف نہیں ہوگا اور وہ اللہ کے تکریم یافتہ بندوں میں سے ہوگا۔ اس میں بھید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کو تبھی ان کی ذرّیت کی بشارت دیتا ہے جب کہ ان کا صالح ہونا مقدّر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ”آئینہ کمالاتِ اسلام“ میں اس پیشگوئی کی تفصیل میں رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی میں مذکور مسیح موعود کی شادی اور اس بیوی سے اولاد کے ذکر کو اپنے اس موعود بیٹے سے تعبیر فرمایا ہے۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ شادی کی پیشگوئی مسیح موعود سے منسلک ہو اور اس شادی سے موعود اولاد آپؑ کی مقرر کردہ تعبیر کے مطابق نہ ہو مگر سوا سو سال کے بعد کسی اور کے ہاں پیدا ہونے والی اولاد موعود قرار دے دی جائے۔ ایسا استدلال کرنے والا آپؑ کے منشاء کے خلاف تو ہے ہی مگر لازماً صاحبِ عقل نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد جو آپؑ کی اس موعودہ شادی کے ذریعہ ہونی تھی، اسی زوجہ کے بطن سے وہ موعود بیٹا بھی پیدا ہونا تھا جس کی ایک صفت پیشگوئی میں زکی غلام قرار دی گئی تھی۔ آپؑ کی بیان فرمودہ توجیہ کے ہوتے ہوئے اس کے علاوہ اور کوئی شخص اس کا مصداق قرار دینا ممکن نہیں ہے۔

الغرض جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث کے مطابق اپنی شادی اور اس کے نتیجہ میں آپؑ کی نسل، ذرّیت، صُلب اور تخم میں پیدا ہونے والے بچے کو معیّن، مختص اور محصور کر دیا ہے تو کوئی اسے آپؑ کی

پیش فرمودہ تشریح سے باہر نہیں نکال سکتا۔

تیسرا دعویٰ

تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ غلام اور بیٹا، دو الگ الگ وجود شمار ہوتے ہیں۔یعنی اس پیشگوئی میں 'بیٹا' ایک الگ وجود ہے اور 'غلام' الگ۔ پس یہ 'غلام' آپؑ کی ذرّیت سے نہیں ہونا تھا۔

معترض نے اعتراض تو کیا ہے مگر وہ اس حقیقت سے قطعی طور پر ناآشنا ہے کہ غلام عربی کا لفظ ہے اور بیٹا اردو کا اور دونوں کا معنیٰ ایک ہی ہے یعنی بیٹا اور فرزند۔

درج ذیل آیاتِ قرآنیہ میں دیکھیں کہ غلام اور بیٹا یا لڑکا کے الفاظ ایک ہی معنیٰ اور مطلب میں یعنی بیٹے کے معنوں میں آئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان الفاظ میں بیٹے کی بشارت دی:

" اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ " (سورۃ الحجر 54:15)

کہ ہم تجھے ایک صاحبِ علم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔

اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام سے فرمایا:

" اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ " (سورۃ مریم 8:19)

کہ ہم تجھے ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔

یہاں حضرت زکریاؑ کا صلبی بیٹا ہی مراد ہے۔اور حضرت مریمؑ سے فرشتے نے کہا:

"لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ " (سورۃ مریم 20:19-21)

یہاں بھی لفظ غلام، لڑکے اور بیٹے کے معنوں میں یعنی صلبی بیٹے ہی کے لئے وارد ہوا ہے۔اس کے سوا یہاں اس کے کوئی اور معنے نہیں ہیں۔قرآن کریم کے اس اصلوب سے یہ واضح اصول اور قاعدہ مرتب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی خاص بندے کو "غلام" کی خبر دیتا ہے تو اس سے مراد اس کا حقیقی اور صلبی بیٹا مراد ہوتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد ہم معترض سے پوچھتے ہیں کہ وہ قرآن کریم میں بیان شدہ حضرت ابراہیم، حضرت زکریا اور حضرت مریم علیہم السلام کو جو 'غلام' کی خوشخبریاں دی گئی ہیں، ان کے مطابق ان کو بیٹے تو عطا ہوئے، مگر ان کے غلام کہاں گئے؟ کیونکہ معترض کے مطابق یہ دونوں الگ الگ وجود ہوتے ہیں!!

بہرحال اللہ تعالیٰ نے اپنے اس اصول کے مطابق اور انہی قرآنی الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

" اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ " (الہام اکتوبر 1907ء)

کہ ہم تجھے ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ پھر یہ بھی الہام ہوا:

"سَاَهَبُ لَكَ غُلٰمًا زَكِيًّا" (الہام مورخہ 6-7 نومبر 1907ء)

کہ میں تجھے ایک پاک بیٹا عطا کروں گا۔

ان الہامات میں غلام کے عطا ہونے کا جو ذکر ہے وہ قرآن کریم کے الفاظ میں غلام یعنی بیٹے کے معنوں میں ہے۔لہٰذا اس سے اس موعود کے علاوہ کوئی اور مراد لینا ممکن نہیں ہے۔ پس یہ آپؑ کا وہ موعود بیٹا ہے جو پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مذکور ہے۔اس کے علاوہ کسی اور پر اوّل طور پر اس کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ہاں اگر اس موعود بیٹے کے بعد آپؑ کی دور کی نسل سے بیٹے لئے جائیں تو وہ ثانوی طور پر ضرور ان الہامات کے مصداق ہو سکتے ہیں۔

معترض کے اعتراض اس حقیقت کے سامنے بھی سرنگوں ہیں کہ پیشگوئی میں مذکور پچاس سے زیادہ صفات یا نشانیاں ایک ہی وجود کے لئے ہیں تو ان میں سے ایک نشانی یا صفت کو الگ کر لینا کسی معقول قاعدہ کلیہ کے تحت نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ زکی غلام والی نشانی اور صفت کے حقیقی مصداق اور مورث مصلح موعود حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدّین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں۔